بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور (سورج) کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے
تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

ردِ شمس کے متعلق اہم فتویٰ

البراھین الساطعہ لرد الشمس البازغہ

از قلم

حضرت علامہ ابوسعید مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم دار العلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد

ناشر:- ابوالخیر حافظ محمد حبیب امجد فیصل آباد

انتساب

میں اس رسالہ کو امام اہلسنت، نبراس المحدثین، محدث اعظم پاکستان
حضرت علامہ مولانا **محمد سردار احمد** نور اللہ مرقدہ'

بانی مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ
مظہر اسلام جھنگ بازار فیصل آباد

کے نام نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں
جن کی ذاتِ مقدسہ نے
پورے ملک میں عشقِ مصطفوی ﷺ کی شمعیں روشن کیں

ابو سعید غفرلہ'

تقریظ

از عاشقِ مدینہ حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد احسان الحق مدظلہ'
صدر المدرسین دار العلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ جل شانہ' نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر سیّد دوعالم، نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک بکثرت پیغمبر اور متعدد رسول مخلوق کی ہدایت کیلئے بھیجے۔ ﴿علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام﴾ اور ان سب کو عظیم الشان معجزات عطاء فرما کر ان کی نبوت ورسالت کو ثابت فرمایا۔ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ اگرچہ سب پیغمبروں کے بعد تشریف لائے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکے نور کو سب سے پہلے پیدا فرما کر آپ کو کائناتِ علوی وسفلی کیلئے اصل الاصول اور مادہ ایجاد قرار دیا۔ خود فرماتے ہیں:

"اول ما خلق اللّٰہ نوری" ﴿مدارج النبوت جلد دوم﴾
سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

اسی بناء پر پیغمبران عظام علیہم السلام کو جتنے معجزے عطاء ہوئے ان

سب میں آپ کی ذات ستودہ صفات واسطہ وذریعہ ہے۔ امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وکل ای اتی الرسل الکرام بہا
فانما اتصلت من نورہ بہم

ترجمہ:

اور جتنے معجزے رسولانِ کرام لائے ہیں وہ سب کے سب آپ ہی کے نور کی بدولت ان تک پہنچے ہیں۔ ﴿قصیدہ بردہ شریف﴾

بالجملہ رُسلِ کرام و پیغمبرانِ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنے والے معجزاتِ قدیمہ بھی اور اُنکے علاوہ دیگر ہزارہا معجزاتِ جدیدہ بھی قدیرِ مطلق جل مجدہ‘ نے آپ کو عطاء فرمائے ہیں۔ ؎

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا یوشع بن نون علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام جہاد فرمارہے تھے اور شام کا وقت قریب آگیا تو آپ نے سورج کو مخاطب ہو کر فرمایا: انك مامورة" وانا مامور"۔ یعنی تو بھی حکم کا پابند ہے کہ غروب ہو جائے اور میں بھی حکم کا پابند ہوں کہ شام تک جہاد سے فارغ ہو جاؤں۔ پھر آپ نے دعا مانگی: فحسبت علیهم۔ تو سورج رک گیا۔

﴿بخاری شریف ج ۲ ص ۴۴۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۸۵، مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۲﴾

محدثین کرام نے حبسِ شمس کے تین مفہوم بیان کیے ہیں نمبر ۱ سورج اپنی جگہ ٹھہر گیا تھا، نمبر ۲ سورج آگے جانے کی بجائے پیچھے لوٹ آیا تھا، نمبر ۳ سورج کی رفتار سُست ہوگئی تھی۔ اور آپ نے سورج غروب ہونے سے پہلے مکمل فتح حاصل کر لی تھی۔ ان تین میں سے جو بھی مفہوم اختیار کیا جائے بہر حال یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مولیٰ تعالےٰ جل مجدہ‘ نے نظامِ شمسی میں تبدیلی فرمادی تھی۔

جب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کیلئے اس قسم کی تبدیلی ہو چکی ہے تو محبوب اکرم باعثِ ایجادِ عالم حضرت جناب احمد مجتبےٰ محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر ڈوبے ہوئے سورج کا واپس ہو جانا ناممکن نہیں؟ جبکہ حضور پُر نور ﷺ کا یہ معجزہ نفس الامر میں واقع اور حدیث شریف سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس حدیث کی مستند محدثین کرام نے تصحیح وتحسین فرمادی ہے۔

پس آنحضرت ﷺ کے اس معجزہ سے انکار کرنا نری بدنصیبی وبدبختی ہے۔ اخی فی اللہ حضرت مولانا الحاج المفتی الصوفی ابو سعید **محمد امین** صاحب مہتمم مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد نے ردِ شمس کے اثبات میں کتنا شاندار بیان قلمبند فرمایا ہے مولیٰ تعالیٰ موصوف کی یہ کوشش قبول فرمائے اور اہلِ اسلام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے اور منکرین کی جانب سے پیش کردہ شبہات کی ظلمتوں سے محفوظ فرمائے۔

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مشہور و معروف معجزہ جس کو بزرگانِ دین علماء کرام واعظ اور نعت خواں حضرات اپنی اپنی محفلوں میں بیان کرتے رہتے ہیں اور مصنفین اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے ہیں۔ وہ یہ کہ ایک مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ابھی ادا نہیں کی تھی کہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھ کر آرام فرمایا جب سورج غروب ہو گیا تو رسول خدا نے پوچھا: اے علی! ابھی نماز عصر نہیں پڑھی؟ تو حضرت علی نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تو ڈوبا ہوا سورج واپس آیا اور حضرت علی نے نماز عصر ادا کی۔

لیکن سیارہ ڈائجسٹ والوں نے ایک شمارہ "رسول نمبر" نکالا ہے اس میں کسی عبد الکریم عابد کا مضمون شائع کیا ہے اس میں اور مشہور و معروف معجزات جو کہ صحیح طور پر ثابت ہیں ان کو غلط اور بے ثبوت کہنے کیساتھ ساتھ اس عظیم الشان معجزہ کو بھی غلط قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے اور حوالہ سلیمان ندوی کا دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ معجزہ کسی صحیح روایت سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور اگر ثابت ہے تو اس کا انکار کیوں کیا گیا ہے دلائل سے بیان فرما کر ہم سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو بچائیں۔

منجانب

الحاج شیخ محمد انور صاحب، گلبرگ اے فیصل آباد

الجواب

نحمده ونصلي على رسوله الكريم وعلى آله واصحابه اجمعين. اللهم ربنا ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه. امابعد...

اس مسئلہ کو تین مقدموں میں بیان کیا جاتا ہے۔ پہلے مقدمہ میں بیان ہو گا کہ معجزہ حدیث پاک سے ثابت ہے اور یہ بیان کیا جائے گا کہ اس حدیث پاک کو کن کن محدثین کرام نے کس کس کتاب میں بیان فرمایا ہے اور دوسرے مقدمہ میں یہ بیان ہو گا کہ ائمہ محدثین علمائے محققین نے اس حدیث پاک کے متعلق کیسے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ جبکہ تیسرے مقدمہ میں یہ بیان ہو گا کہ اس عظیم الشان اور ایمان افروز معجزہ کا کس نے انکار کیا ہے اور کیوں انکار کیا ہے؟

فاقول وبالله التوفيق.

مقدمہ اوّل

یہ عظیم الشان معجزہ حدیث پاک سے ثابت ہے حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

عن اسمآء بنت عمیس ان النبی ﷺ کان یوحیٰ الیہ وراسہ' فی حجر علی فلم یصل العصر حتیٰ غربت الشمس فقال اللھم انہ' کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسمآء فرایتھا غربت ثم رایتھا طلعت بعدما غربت وَوقفت علی الجبال والارض وذالک بالصھباء فی خیبر.

یعنی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ خیبر میں صہبا کے مقام پر سید دوعالم ﷺ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہو رہی تھی۔

سورج غروب ہو گیا اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔

رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے پیارے علی! کیا ابھی نماز نہیں پڑھی؟

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: نہیں۔ تو رسول اکرم

ﷺ نے دعا کی:

"یا اللہ! پیارے علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے۔ لہذا سورج کو واپس لوٹا دے"۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی۔ اس حدیث پاک کو بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور ثقہ محدثین نے صحیح ثابت کیا ہے۔

مثلاً

﴿۱﴾ سیدنا امام طحاوی نے مشکل الحدیث میں

﴿۲﴾ حضرت قاضی عیاض نے شفاء شریف میں

﴿۳﴾ محدث طبرانی نے معجم میں

﴿۴﴾ ابن مندہ نے

﴿۵﴾ ابن شاہین نے

﴿۶﴾ ابن مردویہ نے بحوالہ نسیم الریاض

﴿۷﴾ امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں

﴿۸﴾ امام عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں

﴿۹﴾ امام احمد بن صالح نے بحوالہ زرقانی و نسیم الریاض

﴿۱۰﴾ علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں

﴿۱۱﴾ ملا علی قاری نے شرح شفاء میں

﴿۱۲﴾ امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں

﴿۱۳﴾ علامہ ابن عابدین نے ردالمختار میں

﴿۱۴﴾ علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ میں

﴿۱۵﴾ علامہ تقی الدین حلبی نے نزہۃ الناظرین میں

﴿۱۶﴾ علامہ شیخ عماد الدین یحییٰ بن ابی بکر عامری نے بہجۃ المحافل میں

﴿۱۷﴾ خاتمۃ الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی نے کشف اللبس میں

﴿۱۸﴾ علامہ جمال الدین اشخر یمنی نے شرح بہجۃ المحافل میں

﴿۱۹﴾ قاضی القضاۃ امام عراقی نے شرح تقریب میں

﴿۲۰﴾ عارف باللہ علامہ حقی نے تفسیر روح البیان میں

﴿۲۱﴾ مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں

﴿۲۲﴾ صاحب تفسیر حسینی نے اپنی تفسیر حسینی میں

﴿۲۳﴾ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں

﴿۲۴﴾ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں

﴿۲۵﴾ حضرت ملا جیون نے نور الانوار میں

﴿۲۶﴾ حب الرسول علامہ نبہانی نے انوار محمدیہ میں

﴿۲۷﴾ علامہ عبدالرحمٰن صفوری نے نزہۃ المجالس میں

﴿۲۸﴾ عارف باللہ شیخ فرید الدین عطار نے منطق الطیر میں

﴿۲۹﴾ شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری نے تحفۂ رسولیہ میں

﴿۳۰﴾ مولانا نذیر احمد سیماب نے خاتم النبیین میں

﴿۳۱﴾ امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی نے منیر العین میں

﴿۳۲﴾ حضرت مولانا نور بخش صاحب توکلی نے سیرۃ رسول عربی میں

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

﴿۳۳﴾ غیر مقلدین کے علامہ وحید الزمان نے لغات الحدیث میں

نوٹ:

امام نووی نے رد شمس کی دو روایتوں کا ذکر شرح مسلم میں فرمایا ہے۔

مقدمہ دوم

اس مقدمہ میں مسئلہ مذکورہ کے متعلق ائمہ حدیث اولیاء امت، علمائے ملت رحمہم اللہ تعالیٰ کے تاثرات وارشادات بیان کیے جاتے ہیں۔

﴿۱﴾

حضرت سیدنا امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک

ھذان حدیثان ثابتان ورواتھما ثقات"

﴿شفاء شریف ج ۱ ص ۲۸۴﴾

یعنی اس حدیث پاک کی دونوں سندیں ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ

ہیں معتبر ہیں۔

ایماندار کیلئے اتنا ہی کافی ہے جس کلمہ گو کے دل میں رسول اکرم شفیع معظم ﷺ کی محبت کا کچھ بھی حصہ ہے اس کے اطمینان کے لئے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس حدیث پاک کو امام طحاوی ﴿۱﴾ جیسے جلیل

﴿۱﴾ حضرت امام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہ جلیل القدر امام ہیں کہ ان کے متعلق امام زرقانی نے فرمایا: العلامة الحافظ الامام احمد بن محمد ابو جعفر طحاوی وکان ثقة ثبتا فقیھا ﴿زرقانی صفحہ ۱۱۵ جلد ۵﴾

اور علامہ خفاجی نے فرمایا: ھوالام جلیل القدر المحدث ابو جعفر. ﴿نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۰﴾

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وھوالام الحافظ العلامة صاحب التصانیف المھمةروی عنه طبرانی وغیرہ من الائمة وھو مصوی من اکابر العلماء الحنفیة لم یخلف مثله بین الائمة الحنفیه. ﴿شرح شفاء شریف علی نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۰﴾

ان تینوں حضرات کے ارشادات کا مضمون یہ کہ امام طحاوی حافظ الحدیث ہیں، امام ہیں، ثقہ ہیں، معتمد علیہ ہیں، فقیہ ہیں اور جلیل القدر محدث ہیں وہ بڑی بڑی اہم تصانیف کے مصنف ہیں ان سے امام طبرانی و دیگر آئمہ حدیث نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں وہ اکابر علماء حنفیہ سے ہیں اور ان جیسا عظیم الشان جلیل القدر امام ان کے بعد ائمہ حنفیہ میں نہیں ہوا۔

القدر اور حضرت قاضی عیاض ﴿۱﴾ جیسے حافظ الحدیث جن کی جلالت شان اور علوم مرتبت کا اقرار مخالفین کو بھی ہے وہ فرمائیں کہ حدیث ثابت ہے اس کے راوی معتبر ہیں کیا ایماندار کیلئے یہ کافی نہیں ہے حالانکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ الایمان یقطع الانکار والاعتراض ظاھراُوباطناً. ﴿روح البیان ج ۳ ص ۲۸۷﴾

﴿۱﴾ حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت ملّا علی قاری نے فرمایا: "ان المصنف رحمة اللّٰه تعالیٰ وحید زمانه وفرید اوانه متقنا لعلوم الحدیث و اللغة و النحو و الادب" ﴿شرح شفاء﴾

یعنی حضرت قاضی عیاض صاحب شفاء وحید دھر فرید عصر ﴿یکتائے زمانہ﴾ تھے وہ حدیث، لغت، نحو، ادب کے علوم میں مضبوط تھے اور حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا: "انه کان اماما فی الفقه والتفسیر والحدیث و سائر العلوم" ﴿نسیم الریاض﴾ یعنی حضرت قاضی عیاض فقہ تفسیر حدیث اور دیگر تمام علوم میں امام تھے اور حضرت علامہ زرقانی نے فرمایا "الامام الشھیرالجھبذ العلامة الفقیه المفسرالحافظ البلیغ الادیب عیاض بن موسیٰ الیحصبی السبتی المالکی و شھرته تغنی من توجمته" ﴿زرقانی المواہب﴾ یعنی حضرت قاضی عیاض مشہور امام ہیں وہ علوم کے پرکھنے والے ہیں وہ علامہ ہیں فقیہ ہیں مفسر ہیں وہ حافظ حدیث ہیں وہ بلیغ وادیب عیاض بن موسیٰ یحصبی سبتی مالکی ہیں۔ ان کی شہرت انکی تعریف سے بے نیاز کرتی ہے۔

یعنی صحیح ایمان انکار اور اعتراض کی ظاہر و باطن میں جڑ کاٹ دیتا ہے۔

اور زرقانی شرح مواہب میں ہے:

"وَ كُلُّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰی اِیْمَانًا قَوِیًّا

لَا تَعْرِضُ لَهُ الشُّكُوْكُ وَالْاَوْهَامُ."

﴿ج: ۱ ص: ۳۰۷﴾

یعنی جس کا ایمان قوی ہو اس کو شک اور وہم پیش نہیں آتا لیکن تعجب ہے کہ باوجود ثقہ محدثین کی تصریح وتصحیح کے وہی رٹ لگائی جاتی ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ دل میں محبت کے سوا کوئی اور چیز بھری ہوئی ہے اور الاناء یترشح بما فیه کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ ایمان نصیب کرے۔

﴿۲﴾

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

قال الطحاوی وهذان حدیثان ثابتان ای عنده وكفی به حجة" ورواتهما ثقات فلاعبرة بمن طعن فی رجالهما.

﴿شرح شفاء علی نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۱﴾

یعنی جب یہ دونوں حدیثیں امام طحاوی کے نزدیک ثابت ہیں تو یہ حجت کیلئے کافی ہے اور دونوں حدیثوں کے راویوں میں طعن کرنے والے کا کوئی اعتبار نہیں ہے جیسا کہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے طعن کیا ہے۔ اس کا ذکر تیسرے

مقدمہ میں ہوگا۔

﴿۳﴾

سیدنا امام ﴿۱﴾ احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کا ارشاد مبارک:

حکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لاینبغی لمن سبیله العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانه من علامات النبوة.

﴿شفاء شریف ﴿۲﴾ ج ۱ ص ۲۸۴﴾

﴿۱﴾ امام احمد بن صالح وہ جلیل القدر امام اور محدث ہیں جن کے متعلق امام زرقانی نے فرمایا: فان احمد هذا من كبار ائمة الحديث الثقات وحسبه ان الطحاوی روی عنه فی صحیحه فلا یلتفت الی من ضعفه (زرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۱۱۴) یعنی امام احمد بن صالح وہ بہت معتبر علماء حدیث میں سے ہیں اور ان کی جلالت شان کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں لہذا جو شخص ان کو ضعیف کہے اس کی بات ناقابل اعتبار ہے اس کی طرف دیکھا بھی نہ جائے گا۔

تنبیہ: علامہ زرقانی نے احمد هذا کے لفظ فرمائے کہ ایک احمد بن صالح شمونی ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس سے یہ سمجھا کر شخص والی حدیث میں احمد بن صالح یہی ہے لیکن حق یہ ہے کہ احمد بن صالح شمونی اور ہیں اور احمد بن صالح مصری اور ہیں۔ زرقانی میں ہے: وجزم ابن حبان بانه انما كذاب احمد بن صالح الشمونی فظن النسائی انه عنی به الطبری. لہذا علامہ زرقانی نے صحیح فرمایا: فان احمد هذا من كبار ائمة الحديث الثقات اور علامہ خفاجی نے اس عظیم الشان امام حدیث کے متعلق فرمایا: هو ابو جعفر الطبری الحافظ الثقة روی عنه اصحاب السنن (نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۲) یعنی امام احمد بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو جعفر طبری حافظ حدیث ہیں ثقہ عادل ہیں ان سے اصحاب سنن نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں اور حضرت ملا علی قاری نے فرمایا: هو ابو جعفر الطبری المصری الحافظ سمع ابن عيينة و نحوه وروی عنه البخاری وغيره وقد كتب عن ابن وهب خمسين الف حديث و كان جامعا يحفظ و يعرف الحديث و الفقه والنحو (شرح شفاء ج ۳ ص ۱۲) یعنی احمد بن صالح ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ حدیث ہیں۔ اس قدر امام نے حضرت ابن عیینہ وغیرہ سے احادیث مبارکہ سماعت فرمائی ہیں اور اس جلیل القدر امام سے امام بخاری وغیرہ اہل حدیث نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں اور اس امام نے حضرت ابن وہب سے پچاس ہزار احادیث لکھی ہیں اور وہ جامع العلوم تھے وہ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ حدیث، فقہ، نحو کو خوب جانتے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

﴿۲﴾ شفاء شریف وہ بابرکت اور فیض رساں کتاب ہے جسکے متعلق علامہ شہاب الدین خفاجی پھر علامہ عبد الباقی زرقانی نے فرمایا: ان كتاب الشفاء شاهدوا بركته حتى لا يقع ضرر لمكان كان فيه ولا تغرق السفينة كان فيها وانه اذا قرأه مريض او قرئ عليه شفاه الله وهو مجرب۔ (نسیم الریاض، زرقانی علی المواہب)

یعنی بزرگان دین نے شفاء شریف کی برکتیں مشاہدہ کی ہیں کہ یہ کتاب جس مکان میں ہو اسکو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا اور یہ مبارک کتاب جس کشتی میں ہو وہ غرق نہیں ہوگی اور اس بابرکت کتاب کو جو مریض پڑھے یا اس کے پاس پڑھی جائے تو اسے شفاء حاصل ہوگی اور یہ مجرب ہے۔ اور علامہ زرقانی نے اتنا زیادہ کیا ہے: وفيه امان من الغرق والحرق والطاعون ببركة المصطفى والاصح الاعتقاد حصول المراد (زرقانی [illegible]) یعنی مبارک کتاب غرق ہونے، جلنے اور طاعون سے بہ برکت مصطفی ﷺ امان ہے لیکن صحیح عقیدہ سے مراد حاصل ہوتی ہے۔

امام طحاوی نے فرمایا کہ امام احمد بن صالح فرمایا کرتے تھے اہل علم کو لائق نہیں کہ وہ حدیث اسماء ﴿رد شمس والی﴾ حدیث پاک یاد نہ کریں یعنی ہر عالم دین کو اس حدیث پاک کا یاد ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ حدیث پاک تو علامات نبوت سے ہے۔ سبحان اللہ! اے ایمان والو! محدثین کرام ﴿خدا تعالےٰ ان کی پاک روحوں پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل کرے﴾ کے ایمان افروز ارشادات سنو اور اپنے ایمان تازہ کرو۔ خدا تعالیٰ ایمان کی دولت نصیب کرے۔

﴿۴﴾

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

علامہ ابن عابدین نے اپنی کتاب "ردالمختار" میں عنوان یوں قائم کیا:

مطلب لوردت الشمس بعد غروبها. ﴿ج ا ص ۳۶۰﴾

اس کے تحت حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث پاک جس میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس ہوا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

والحديث صححه الطحاوی وعياض واخرجه' جماعة" منهم الطبرانی بسند حسن. ﴿ردالمختار ج ا ص ۳۶۱﴾

یعنی اس حدیث پاک کو امام طحاوی نے اور حضرت قاضی عیاض نے صحیح ثابت کیا ہے اور اس حدیث پاک کو محدثین کی ایک جماعت نے باسند حسن ذکر کیا ہے۔ ان میں سے محدث طبرانی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اسکے بعد علامہ ابن عابدین نے فرمایا:

واخطا من جعله' موضوعا كابن الجوزی وقواعدنا لا يأباه'.

﴿ردالمختار ج ا ص ۳۶۱﴾

یعنی ابن جوزی وغیرہ جنھوں نے اس حدیث پاک کو موضوع کہا انھوں نے غلط کہا ہے اور اہلسنت وجماعت کے قواعد کے یہ بات خلاف نہیں ہے ﴿کہ خدا تعالےٰ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دے وہ ہر چیز پر قادر ہے﴾۔

﴿۵﴾

خاتمۃ الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک

اس امام اجل نے ڈوبے ہوئے سورج کے واپس لوٹنے کے اثبات میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا:

ان السيوطی صنف فی هذا الحديث رسالةً مستقلةً سماها كشف اللبس عن حديث ردالشمس وقال انه' سبق لمثله لابی الحسن الفضلی اوردطرقه باسانيد كثيرةٍ وصححه' بمالامزيد عليه ونازع ابن الجوزی فی بعض من طعن فيه من رجاله.

﴿نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۲﴾

یعنی علامہ سیوطی نے اس حدیث پاک کے متعلق ایک مستقل رسالہ تحریر کیا جسکا نام "کشف اللبس عن حدیث ردالشمس" رکھا ہے اور فرمایا کہ ایسا ہی شیخ ابوالحسن فضلی نے بھی لکھا ہے اس میں ان روایتوں کی کثیر سندوں

سے روایت کیا ہے کہ اس سے زیادہ تصحیح نہیں ہو سکتی اور حضرت شیخ نے ابن جوزی سے راویوں پر طعن کنندگان کے متعلق مناظرہ بھی کیا ہے۔

والحمدلله علی ذلك.

اور یہ امام سیوطی وہ ہیں جو بیداری کی حالت میں ۷۵ بار رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

﴿۶﴾

حضرت شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

وهذالحديث صححه المصنف رحمهٗ الله تعالى واشارالىٰ ان تعدد طرقهٖ شاهد صدق علىٰ صحته وقد صححه كثير" من الائمة كا لطحاوى واخرجه ابن شاهين وابن مردويه والطبرانى فى معجمهٖ وقال انهٗ حسن" وحكاهُ العراقى فى التقريب.

﴿نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۱﴾

یعنی اس ردشمس والی حدیث پاک کی تصحیح مصنف نے کی ہے۔ اور مصنف ﴿حضرت قاضی عیاض﴾ رحمۃ اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا کہ اس حدیث پاک کی متعدد سندیں ہونا اس حدیث پاک کے صحیح ہونے پر سچے گواہ ہیں۔

حالانکہ اس سے پہلے بھی بہت سارے ائمہ حدیث مثلاً امام طحاوی نے اس حدیث پاک کو صحیح ثابت کیا ہے اور اسکو ابن شاہین، ابن مندہ، ابن مردویہ

نے کتب معتبرہ سے باسند نقل کیا ہے۔ اور محدث طبرانی نے معجم کبیر میں نقل فرماکر فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کو شیخ السلام قاضی القضاۃ حافظ ولی الدین ابن عراقی نے تقریب میں ذکر فرمایا ہے۔ فللّٰہ الحمد

﴿۷﴾

نیز علامہ خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذصح الحديث علم منهٗ ان الصلاة ليست بقضاءٍ بل يتعين بهذالدعاءِ الاداءُ والألم يكن لهٗ فائدة".

﴿نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۲﴾

سبحان اللہ! محدثین کو اس حدیث پاک کی صحت پر کتنا وثوق ہے کہ اسکی صحت پر مسائل مستنبط ہو رہے ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنھم وجعل الجنۃ ماواھم.

﴿۸﴾

حضرت مُلّا علی قاری علیہ الرحمہ کا ایمان افروز ارشاد

فهوفى الجملة ثابت" باصله وقد يتقوىٰ بتعاضد الاسانيد الى ان يصل الىٰ مرتبةِ حسنةٍ فيصح الاحتجاج به.

﴿شرح شفا علی نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۰﴾

یعنی یہ حدیث پاک فی الجملہ اپنی اصل کے اعتبار سے ثابت ہے اور پھر تعدد طرق کثرت اسناد کی وجہ سے قوت پاکر حسن کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔

لہٰذا اس حدیث پاک سے حجت پکڑنا درست ہے۔

بعض اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں کیونکہ جس سند سے ان تک پہنچی اس میں ضعف تھا جب کثرت اسناد سے قوت حاصل کر گئی تو ضعف ختم ہو گیا اسی پر جلیل القدر محدثین نے اسکو صحیح کہا لیکن اسکو موضوع کہنا جیسا کہ ابن تیمیہ نے کہا یہ سراسر ظلم ہے۔

﴿۹﴾

علامہ حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی

هو حديث "متصل وقد ذكر في الامتاع انه جاء عن الاسماءِ من خمسةِ طرق. ﴿سیرت حلبیہ ج ا ص ۳۶۸﴾

یعنی یہ حدیث پاک متصل ہے امتاع میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رد شمس والی حدیث پانچ سندوں سے مروی ہے﴾ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث پاک اس کے علاوہ ہے﴾ جو لوگ تعصب کی بناء پر بے ثبوت شرعی اس حدیث پاک کو موضوع کہتے ہیں وہ مذکورہ بالا ارشادات عالیہ کو انصاف کی نظر سے دیکھیں۔ خدا تعالیٰ دولتِ ایمان نصیب کرے!

﴿۱۰﴾

امام سخاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

قد صححه الطحاوی وصاحب الشفا واخرجه ابن منده وابن شاهين من حديث اسماءِ ابنةِ عميسٍ وابن مردويه من حديث ابی هريرة. ﴿مقاصد حسنہ ص ۲۲۶﴾

﴿۱۱﴾

شیخ المفسرین عارف باللہ علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک

حدیث مذکور کو فارسی میں بیان کرنے کے بعد فرمایا:

ونزد محدثان مشهور ست وامام طحاوی در شرح آثار خویش فرمود که روایت کنندگان این ثقات اند واز احمد بن صالح نقل کرده که اهل علم راسزاوار نیست که تغافل کنند او حفظ این حدیث که از علامات نبوت ست۔

ولا عبرة لقول بعضهم بوضعه. ﴿روح البیان ص ۳۰﴾

یعنی یہ حدیث پاک محدثین کے نزدیک مشہور ہے اور امام طحاوی نے شرح آثار میں فرمایا کہ اس حدیث پاک کے راوی ثقہ معتبر ہیں اور امام احمد بن صالح سے نقل کیا کہ علم والوں کو لائق نہیں ہے کہ وہ اس حدیث پاک کو یاد کرنے سے غفلت کریں کیونکہ یہ علامات نبوت سے ہے اور جو لوگ اسکو موضوع کہتے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

﴿۱۲﴾

شیخ المحدثین شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ کا ایمان افروز ارشاد

حضرت شیخ المحدثین نے اس معجزہ مبارکہ کے متعلق تعصب سے بالاتر ہو کر بحث کرنے کے بعد فرمایا:

مخفی نہ رہے کہ ان کا یہ کہنا کہ کتب صحاح میں ﴿حدیث مذکور کو﴾ ذکر نہیں کیا گیا اور حسن و منفرد ہے یہ بات قابلِ غور و فکر ہے کہ جب امام طحاوی، احمد بن صالح، طبرانی اور قاضی عیاض رحمہم اللہ تعالےٰ اس کی صحت اور اسکے حسن ہونے کے قائل ہیں اور انھوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے تو اب یہ کہنا کہ کتب صحاح و حسان میں ذکر نہیں کیا گیا درست نہ ہوگا اور لازم نہیں ہے کہ تمام احادیث مبارکہ کتب صحاح و حسان میں ذکر ہوں۔ نیز ان کا کہنا کہ اہلبیت میں سے ایک مجہول و غیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا حال کسی کو معلوم نہیں یہ بات سیدہ اسماء بنت عمیس کے بارے میں کہنا ممنوع ہے اسلئے کہ وہ جمیلہ جلیلہ اور عاقلہ و دانا عورت ہیں اور ان کے احوال معلوم و معروف ہیں۔

﴿مدارج النبوہ مترجم ج ۲ ص ۳۰۴﴾

حضرت شیخ المحدثین رحمۃ اللہ تعالےٰ نے ان تمام بیہودہ اعتراضات کا قلع قمع کر دیا جو کہ مخالفین عام طور بے سوچے سمجھے فضائل و مناقب کا انکار کرنے کیلئے یہ بہانہ تراش لیتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں لہٰذا ہم نہیں مانتے۔ نیز مخالفین کے اس لچر قول سے یہ بات بھی سامنے آجاتی ہے کہ

ان کا صحاح ستہ پر ایمان بحیثیت صحاح ستہ ہے لیکن ایمان والوں کا ایمان رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے۔

لہٰذا ایماندار کو جہاں کہیں تاجدار مدینہ ﷺ کی حدیث پاک مل جائے وہ مان لیتا ہے خواہ وہ صحاح ستہ میں ہو خواہ وہ کسی دوسری کتاب میں ہو۔ خدا تعالیٰ ایمان کی نعمت سے نوازے!

﴿۱۳﴾

آخر میں ہم اہلحدیثوں کے مایہ ناز عالم علامہ وحید الزمان کا قول لکھتے ہیں تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

علامہ وحید الزمان کا قول:

"ردِ شمس کو طبرانی نے روایت کیا معجم کبیر میں اسماء بنت عمیس سے ہیثمی نے کہا اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں بجز ابراہیم بن حسن کے مگر ان کو بھی ابن حبان نے ثقہ بتایا ہے اور طحاوی نے مشکل الاثار میں اس حدیث کو دو طریقوں سے نکالا اور کہا دونوں طریق ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں اس صورت میں ابن جوزی نے جو اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابن جوزی نے غلطی کی جو اس حدیث کو موضوعات میں داخل کیا۔

﴿لغات الحدیث ص ۲۱ کتب خانہ مرکز علم وادب، آرام باغ کراچی﴾

نوٹ:

اصولِ حدیث میں سے چند قواعد بیان کئے جاتے ہیں تاکہ مسئلہ کی مزید وضاحت ہو جائے۔

﴿۱﴾

جس حدیث پاک میں سند کے اعتبار سے ضعف ہو وہ اگر عند الناس مشہور ہو جائے تو اس کا وہ ضعف ختم ہو جاتا ہے۔

زرقانی میں ہے:

ولیس لحدیث تسبیح الحصی الاھذاالطریق الواحد. مع ضعفھا لکنه مشھور عندالناس و ذالک یجبر ضعف الطریق.

﴿مواھب لدنیہ زرقانی ج ۵ ص ۱۲۱﴾

یعنی کنکریوں کا تسبیح پڑھنا صرف ایک سند سے مروی ہے حالانکہ یہ سند ضعیف ہے لیکن چونکہ یہ حدیث پاک عند الناس مشہور ہے اور عند الناس شہرت سند کے ضعف کو ختم کر دیتی ہے۔

﴿۲﴾

جس حدیث پاک کی سند ضعیف ہو وہ تعدد طرق سے یعنی زیادہ سندیں ہونے سے وہ ضعیف نہیں رہتی بلکہ وہ حسن اور صحت تک پہنچ جاتی ہے۔

ومن القواعدان تعدد الطرق یفیدان للحدیث اصلا.

﴿زرقانی ج ۵ ص ۱۱۶﴾

مرقاۃ میں ہے:

تعددالطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حدالحسن.

﴿منیر العین ص ۳۵﴾

اور زرقانی میں ہے:

لورودمن الطرق ثلاثة حسان کمامرتقرر انه' یرتقی بذالك للصحة.

﴿زرقانی ج ۵ ص ۱۱۰﴾

بلکہ اگرچہ دو ہی سندیں ہوں اس سے ضعیف روایت قوت حاصل کر لیتی ہے۔ تیسیر میں ہے:

ضعیف لضعف عمرو بن واقد لکنه یقوی بوروده من طریقین.

﴿منیر العین ص ۳۷﴾

تفصیل درکار ہو تو کتب اصول حدیث خصوصاً "منیر العین" تصنیف لطیف امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالعہ کریں۔

﴿۳﴾

ایک حسن دوسری حسن کے ساتھ مل کر صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ امام زرقانی نے فرمایا:

لماتقررفی علوم الحدیث ان الحسن اذا اجتمعت مع حسن اخراوتعددت طرقه ارتقی للصحة. ﴿زرقانی ج ۵ ص ۱۱۶﴾

یعنی اصول حدیث میں یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ ایک حسن دوسری حسن کے ساتھ مل جائے یا اس کی سندیں زیادہ ہوں تو وہ صحت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا قواعد کے مطابق رد شمس والی حدیث اسماء ہر حیثیت سے صحیح ہے۔ یہ مشہور عند الناس بھی ہے اور مشہور عند المحدثین بھی ہے جیسا کہ سیرت حلبیہ کی عبارت سے واضح ہوا اور یہ حسن حدیث دوسری حسن کے ساتھ مل کر بھی درجہ صحت پر فائز ہوئی۔

لان اسناد حديث اسمآء حسن وكذااسناد حديث ابى هريره الاتى كما صرح به السيوطى قائلا ومن ثم صححه الطحاوى والقاضى عياض. ﴿زرقانی ج ۵ ص ۱۱۵﴾

فلله الحمد!

اب بھی اگر کوئی شخص اس ایمان افروز معجزہ مبارکہ کے متعلق کہے کہ یہ ثابت نہیں تو وہ اپنا انجام خود دیکھ لے اور ناظرین کرام بھی اندازہ کر لیں کہ ایسے دلائلِ قاہرہ سے ثابت ہونے کے بعد بھی نہ مانے اور کہتا جائے کہ یہ ثابت نہیں ہے ایسے شخص کے دل میں محبت مصطفٰے ہے یا بغض مصطفٰے؟ ﷺ

خدا تعالےٰ محبت کی دولت نصیب کرے!

محدثین کرام کے تاثرات وارشادات مبارکہ کا خلاصہ

﴿۱﴾

امام طحاوی نے یہ ایمان افروز معجزہ دو روایتوں سے ثابت کیا ہے اور دونوں روایتوں کے راوی ثقہ ہیں۔

﴿۲﴾

حضرت ملا علی قاری۔ یہ دونوں روایتیں امام طحاوی کے نزدیک ثابت ہیں اور یہ حجت کیلئے کافی ہیں اور جب ان دونوں روائتوں کے راوی ثقہ ہیں تو جو ان پر طعن کرے اس کا اعتبار نہیں ہے۔

﴿۳﴾

یہ معجزہ علامات نبوت سے ہے لہٰذا علم والے کو لائق نہیں کہ اسے یاد نہ کرے۔

﴿۴﴾

علامہ شامی۔ اس حدیث پاک کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

﴿۵﴾

علامہ شامی۔ جس نے اس حدیث پاک کو موضوع کہا اس نے غلط کہا۔

﴿۶﴾

امام المحدثین خاتمۃ الحفاظ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک کے متعلق مستقل رسالہ لکھا اور اسناد کثیرہ سے روایت کیا اور اس حدیث پاک کی ایسی تصحیح فرمائی کہ اس سے زیادہ ناممکن ہے۔

﴿۷﴾

علامہ خفاجی اس حدیث کے تعدد طرق اس کے صحیح ہونے کے عادل گواہ ہیں۔

﴿۸﴾

ملا علی قاری۔ یہ حدیث پاک اصل کے اعتبار سے ثابت ہے اور تعدد طرق سے حسن کے درجہ کو پہنچی۔

﴿۹﴾

علامہ حلبی۔ یہ حدیث متصل ہے اور اسکی پانچ سندیں ہیں۔

﴿۱۰﴾

امام سخاوی۔ اس حدیث کی تصحیح محدثین کرام نے کی اور حضرت ابوہریرہ والی حدیث پاک ابن مردویہ نے باسند حسن نقل فرمائی۔

﴿۱۱﴾

علامہ حقی صاحب روح البیان۔ یہ حدیث پاک محدثین کرام کے نزدیک مشہور ہے اور کسی کے موضوع کہنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

﴿۱۲﴾

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ'۔ جب امام طحاوی، امام احمد بن صالح، حضرت قاضی عیاض، محدث طبرانی اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کے قائل ہیں تو یہ کہنا فضول ہے کہ صحاح ستہ میں کیوں نہیں۔ نیز تمام کی تمام حدیثیں صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔

﴿۱۳﴾

امام زرقانی۔ جب ایک حدیث حسن دوسری حدیث حسن کے ساتھ مل جائے تو وہ درجہ صحت پر فائز ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ردشمس والی دونوں حدیثیں صحت کو پہنچی ہوئی ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

مقدمہ سوم

اس عظیم الشان ایمان افروز معجزہ جو کہ علاماتِ نبوت سے ہے اس کا انکار ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے کیا ہے اور اس حدیث پاک کو اپنے مخصوص نظریہ اور عقیدہ کے مطابق محض اپنی اٹکل سے موضوع قرار دیا ہے اور تا قیامت ابن تیمیہ کے ہم عقیدہ علماء اسی کی اتباع ومحبت میں سید دوعالم شفیع معظم حبیبِ مکرم، فخر آدم وبنی آدم ﷺ کی اس اعجازی شان کا انکار کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

رہی یہ بات کہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے صرف اٹکل سے اس صحیح ثابت شدہ حدیث پاک کو موضوع کہا ہے۔

اس بات کا ثبوت محدثین کرام کے ارشادات مبارکہ سے دیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾

علامہ شہاب الدین خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

وبهذاسقط ما قال ابن تيميه وابن الجوزى من ان هذالحديث موضوع فانه مجازفة منها. ﴿نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۲﴾

یعنی اس تحقیق وتصحیح سے ابن تیمیہ اور ابن جوزی کا یہ قول ساقط ہو گیا کہ یہ حدیث اسماء موضوع ہے۔ بیشک ان کا یہ کہنا ان کی اپنی اٹکل ہے۔

﴿۲﴾

امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

قال الحافظ فى فتح البارى اخطاابن الجوزى بذكره فى الموضوعات وكذابن تيميه فى كتاب الرد علىٰ الروافض فى زعم وضعه. ﴿زرقانی شرح مواہب لدینہ ج ۵ ص ۱۱۵﴾

یعنی امام حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا کہ ﴿ردشمس کی﴾ حدیث اسماء کو ابن جوزی کا موضوع کہنا غلط ہے یوں ہی ابن تیمیہ کا اس حدیث پاک کو اپنے گمان میں موضوع سمجھنا اور اسے کتاب الرد علی الروافض میں ذکر کرنا غلط ہے۔ اس حافظ ابن حجر کے ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ نے صرف اپنے زعم باطل سے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔

﴿۳﴾

علامہ ابن عابدین صاحب ردالمختار رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

واخطامن جعله موضوعاً كابن الجوزى.

﴿ردالمختار ج ا ص ۳۶۱﴾

یعنی ابن جوزی وغیرہ جنھوں نے اس حدیث اسماء کو موضوع کہا ان کا قول غلط ہے۔

﴿۴﴾

امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک

ولذالك استدرك السخاوی زعم وضعه فقال لكن قد صححه الطحاوی والقاضی عیاض و ناهيك بهما.

﴿زرقانی ج ۵ ص ۱۱۵﴾

یہی وجہ ہے کہ امام سخاوی نے ابن تیمیہ کے حدیث اسماء کو موضوع کہنے کے گمان کا تدارک فرمایا اور فرمایا کہ بالتحقیق اس حدیث پاک کو امام طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحیح حدیث ثابت کیا ہے اور یہ دونوں امام کافی ہیں۔

نوٹ:

بیشک جس شخص کے دل میں محبت وعظمتِ مصطفےٰ ﷺ کا کچھ حصہ ہے اس کے لیے یہ دونوں امام کافی ہیں۔

﴿۵﴾

نیز امام زرقانی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ کی تجہیل یوں فرمائی

واعل ابن تیمیه حدیث اسمآء هذا بانها كانت مع زوجها بالحبشة قال الشامی وهو وهم بلاشك اذلاخلاف ان جعفراقدم من الحبشه هووامراته على رسول الله ﷺ وهو

بخيبر بعد فتحها و قسم لهما و لاصحاب السفينه.

﴿زرقانی شرح مواهب ج ۵ ص ۱۱۳﴾

یعنی ابن تیمیہ نے یہ علت بیان کی کہ اسماء تو اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ میں تھی۔ شامی نے فرمایا کہ یہ ابن تیمیہ کا وہم ہے بلاشک کیونکہ اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضرت جعفر اور ان کی بیوی حضرت اسماء حبشہ سے اس وقت واپس حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح خیبر کے بعد ابھی خیبر میں ہی جلوہ افروز تھے۔ تو سید دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کیلئے اور کشتی والوں کیلئے غنیمت سے حصہ بھی دیا تھا۔

نوٹ: یہ ردشمس والا واقعہ بھی خیبر کے مقام صہبا میں ہوا۔

﴿۶﴾

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد

والذی غره كلام ابن جوزی السابق ولم يقف على ان كتابه اكثره مردود وقد قال خاتمه الحفاظ السيوطی وكذالسخاوی ان ابن الجوزی فی موضوعاته تحامل ﴿۱﴾ تحاملا كثيرا ادرج فيه كثيرامن الاحاديث الصحيحة.

﴿نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۱﴾

﴿۱﴾ تحامل علیہ جار ولم یعدل ﴿منجد﴾

یعنی جس چیز نے ابن تیمیہ کو مغرور کیا ہے وہ اس سے پہلے ابن جوزی کا کلام ہے اور ابن تیمیہ نے یہ نہ دیکھا کہ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں بہت زیادہ غلو وظلم کیا ہے کہ اس میں بے شمار احادیث صحیحہ کو درج کر دیا۔ انتہی

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے تعصب کی بنا پر حق کو چھوڑ کر اٹکل سے کام لیا ہے اور جن علماء کے دلوں میں رسول اکرم شفیع اعظم حبیب خدا سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و محبت سے بڑھ کر ابن تیمیہ کی محبت زیادہ ہو وہ ذرا اتنا تو سوچیں کہ وہ حبک الشی یعمی ویصم کا مصداق تو نہیں بن رہے۔

کیا محدثین کرام و علماء عظام کی مندرجہ بالا تحقیقات و تصحیحات کے مقابلے میں ایک اٹکل ﴿گمان﴾ زعم کے پیچھے لگ جانا اس کا نام ایمان ہے وہ اپنے دلوں میں محبت مصطفےٰ کو ٹٹولیں کہ کہاں ہے ؟ میاں! محبت کا تو رنگ ہی نرالا ہے۔ محبت کے انداز پوچھتے ہوں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو کہ جب ابو جہل نے واقعہ معراج بڑے تعجب کے ساتھ بیان کیا تو آپ نے بغیر کسی دلیل کے معراج پاک کی تصدیق فرما دی اور خدا تعالیٰ نے اسی تصدیق کی وجہ سے آپ کا نام صدیق نازل فرمایا جو کہ رہتی دنیا تک بلکہ جنت میں بھی یہ پیارا نام "صدیق" درخشاں و تاباں رہے گا۔

زرقانی میں ہے:

روی الطبرانی برجال ثقات ان علیا کان یحلف باللہ

انزل اسم ابی بکر من السماء الصدیق.

﴿زرقانی ج ۱ ص ۲۳۸﴾

یعنی طبرانی نے ثقہ راویوں کی سند سے روایت کیا کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ابوبکر کا نام آسمانوں سے "صدیق" نازل کیا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ارضاھما عنا.

یہ بات کہ ابن تیمیہ نے اس عظیم الشان معجزہ کا کیوں انکار کیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کے اپنے عقائد تھے ان عقائد میں سوء ادب رچا ہوا تھا۔ وہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا۔ وہ بزرگان دین کی شان پر حملے کیا کرتا تھا وہ عظمت مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا۔

وہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلطیاں بیان کیا کرتا تھا ﴿اپنے زعم باطل میں﴾ غالباً اسکو بغض علی نے اس پر برانگیختہ کیا ہو گا کہ وہ رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کی صحیح و ثابت شدہ حدیث پاک کو موضوع کہتا ہے ﴿العیاذ باللہ تعالیٰ﴾ کیونکہ اس عظیم الشان و ایمان افروز معجزہ کے ظہور کا سبب امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بنے۔

ابن تیمیہ کے غلط عقائد و نظریات کے متعلق محدثین کرام علماء فخام کے ارشادات ملاحظہ ہوں:

﴿۱﴾

حضرت فاضل شیخ محمد برلسی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

وقد تجاسرابن تیمیه عامله الله بعد له وادعی ان السفر لزیارة النبی ﷺ محرم بالاجماع. ﴿شواہد الحق﴾

یعنی ابن تیمیہ نے بڑی جسارت دکھائی اور دعویٰ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کے لئے سفر کرنا بالاجماع حرام ہے۔ معاذ اللہ

﴿۲﴾

نیز فاضل برلسی رحمہ اللہ نے فرمایا

وخالف الائمةفی مسائل کثیرةواستدرك علی الخلفاء الراشدین باعتراضات سخیفه حقیرة. ﴿مقدمہ شواہد الحق﴾

یعنی ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں ائمہ کرام کا اختلاف کیا ہے اور ناگفتنی اور حقیر باتوں سے خلفائے راشدین پر اعتراضات کئے ہیں۔

﴿۳﴾

نیز فرمایا:

وقد تجاسوابن تیمیه الحنبلی واتی بالخرافات التی لم

یقلها عالم قبله وصاربها بین علماء الاسلام مثلة فانکر الاستغاثة والتوسل بالنبی ﷺ. ﴿مقدمہ شواہد الحق﴾

یعنی بیشک ابن تیمیہ نے بڑی جرأت کی اور ایسی خرافات باتیں کہیں کہ اس سے پہلے کسی عالم نے نہیں کہیں اور انہی باتوں کی وجہ سے علماء اسلام کی نظروں میں مثلہ بن کر رہ گیا۔ پس اس نے رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استغاثہ اور توسل سے انکار کردیا۔

﴿۴﴾

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ولکن هذا الرجل یعنی ابن تیمیه ابتدع لهٗ مذهبا وهو عدم تعظیم القبور. ﴿شواہد الحق ص ۱۹۹﴾

یعنی اس شخص ابن تیمیہ نے ایک نیا مذہب نکالا ہے وہ یہ کہ قبروں کی تعظیم نہ کی جائے۔

﴿۵﴾

امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

لم یقصراعتراضه علی متاخری الصوفیه بل اعترض علی مثل عمر بن الخطاب و علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنهما. ﴿فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۰﴾

یعنی ابن تیمیہ نے صرف پچھلے بزرگان دین پر ہی اعتراضات نہیں کئے بلکہ اس نے تو سیدنا فاروق اعظم و سیدنا مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہما کو بھی نہیں چھوڑا۔

﴿۲﴾

نیز اسی میں ہے:

واخبر عنه بعض السلف انه ذكر علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه فی مجلس اخر فقال ان علیا اخطافی اكثر من ثلاثمائة مكان فياليت شعری من این يحصل لك الصواب اذاخطا علی بزعمك كرم الله وجهه و عمر بن الخطاب رضی الله عنه.

﴿فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۱﴾

یعنی ایک بزرگ نے فرمایا کہ ابن تیمیہ نے ایک دوسری مجلس میں حضرت مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کیا تو کہا کہ علی نے تین سو سے زیادہ غلطیاں کی ہیں۔

اے ابن تیمیہ! تجھ پر افسوس ہے کہ اگر امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے غلطیاں کی تھیں تو تیری بات میں صداقت کہاں سے آئے گی۔

﴿۷﴾

ابن تیمیہ کی ایسی ہی باتوں پر **حضرت محقق ہیتمی** رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا:

من هوابن تيميه حتى ينظر اليه اويعول فی شئی من امور الدين.

﴿شواھد الحق﴾

یعنی فرمایا کہ ابن تیمیہ کون ہوتا ہے کہ اس کی طرف نظر کی جائے یا دین کے معاملہ میں اس کی کسی بات پر اعتبار کیا جائے۔

﴿۸﴾

قال المناوی واماكونهما من المبتدعة مسلم.

﴿زرقانی شرح مواھب ج ۵ ص ۱۲﴾

یعنی ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد کا بد مذہب ہونا یہ مسلم امر ہے۔

﴿۹﴾

ويعتقد فيه انه مبتدع ضال ومضل جاهل نحال عامله الله تعالیٰ بعدله واجارنامن مثل طريقته عقيدته و فعله آمين.

﴿فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۰﴾

ابن تیمیہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ بد مذہب ہے گمراہ ہے گمراہ کرنے والا ہے وہ غالی ہے۔ اللہ تعالی اسے وہ جزا دے جس کا وہ حقدار ہے اور ہمیں اس کے طریقہ اس کے عقیدہ اور اس کے فعل سے پناہ دے۔ آمین!

﴿۱۰﴾

ابن تیمیہ اپنے غلط نظریات اور فاسد عقائد کی بنا پر علمائے کرام بزرگان دین کے درمیان مثلہ بن کر رہ گیا نہ اس کی عزت رہی نہ وقار رہا بلکہ ذلت کے گڑھے میں گر گیا جس کا اس کی جماعت کو بھی اقرار کرنا پڑا۔ چنانچہ غیر مقلدین کے فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم میں ہے کہ:

جب شیخ السلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے ان کو اونٹ پر سوار کر کے درّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی قید کیے گئے۔ ﴿فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص ۲۵﴾

یہ ہے بزرگان دین ائمہ محدثین کی نظر میں ابن تیمیہ کی وقعت جس کی اتباع و محبت میں بعض علماء رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین ﷺ کی صحیح طور پر ثابت شدہ شان و عظمت کا انکار کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی جماعت کا سردار ہی ابن تیمیہ ہے۔

﴿۱۱﴾

جیسا کہ شواہد الحق میں ہے:

وراس هذا الطريق الشخص الذى يقال له ابن تيميه فانه كم جزم بوضع الصحيح و تصحيح الباطل. ﴿شواهد الحق﴾

یعنی اس جماعت کا سردار وہ شخص ہے جسے ابن تیمیہ کہا جاتا ہے پس اس

نے کتنی صحیح حدیثوں کو موضوع قرار دیا اور کتنی باطل روایات کو اس نے صحیح قرار دیا ہے۔

﴿۱۲﴾

حضرت عز بن جماعۃ کا ارشاد

ان هو الاعبد اضله الله واغواه والبسه رداء الخزى وارداه. ﴿شواهد الحق﴾

یعنی ابن تیمیہ وہ بندہ ہے جسے خدا تعالیٰ نے ضلالت و گمراہی کی وادی میں چھوڑ دیا اور اسے رسوائی کی چادر پہنا دی اور تباہ کر دیا۔

حضرت علامہ نبہانی کا ارشاد گرامی

اعلم ان الامام ابن تیمیه هوفی العلم کالبحر العجاج المتلاطم بالامواج هوتارة یلقی اللؤلو و المرجان ﴿۱﴾ وتارة یلقی الاحجاز والصدف وتارة یلقی الاقذار والجیف.

﴿شواھد الحق ص ۲۷﴾

یعنی ابن تیمیہ علم میں ٹھاٹھیں اور موجیں مارتے سمندر کی طرح ہے کبھی تو وہ موتی اور مونگے ﴿۱﴾ پھینکتا ہے اور کبھی پتھر اور صدف اور کبھی وہ گندگی اور مردار اگلتا ہے۔

اور پھر ابن تیمیہ کے وقت سے اہلسنت کے دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چل کر رحمت کائنات باعث ایجاد عالم ﷺ کے ساتھ عشق کی حد تک محبت و احترام کرتے ہیں دوسرا گروہ ہے جس کا سربراہ امام ابن تیمیہ ہے جیسے کہ شواہد الحق میں ہے :

وراس هذالطریق الشخص الذی یقال له' ابن تیمیه فانه'کم جزم بوضع الصحیح و تصحیح الباطل.

﴿۱﴾ جیسے کہ ابن تیمیہ کی کتاب "الصارم المسلول" ہے پڑھ کر دیکھیں تو ایمان تازہ ہوتا ہے لیکن اگر دو من پاکیزہ دودھ میں ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ سارا ہی ناپاک ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ بے ادبی سے بچائے۔ ﴿آمین﴾

یعنی اس گروہ کا سردار وہ شخص ہے جسے ابن تیمیہ کہا جاتا ہے اور اس نے کتنی حدیثوں کو موضوع قرار دیا اور کتنی جھوٹی حدیثوں کو اس نے صحیح کہا ہے اور یہ گروہ جو کہ ابن تیمیہ کے پیروکار ہیں یہ ہر معاملہ کے منفی پہلو کو اختیار کرتے ہیں اور حبیب خدا سید الانبیاء رحمتہ للعالمین ﷺ کی ذات مبارکہ میں عیب تلاش کرتے ہیں اور عیب بیان کرتے ہیں جس کی تصدیق مندرجہ ذیل واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔

مولانا سید غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے استاد گرامی قدر مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے سید دو عالم ﷺ کی زیارت کرائی تھی وہ یوں کہ میں راولپنڈی کے ایک دینی مدرسہ میں پڑھتا تھا وہاں کا استاد بہت گستاخ تھا ﴿۱﴾ وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی شان میں ایسی باتیں کہہ جاتا تھا جن باتوں کو لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔ مولانا سید غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا میں نے یہ سارا واقعہ گولڑہ شریف میں حاضر ہو کر حضرت باوجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اگر ایمان بچانا ہے تو اس مدرسہ کو چھوڑ دو میں نے پوچھا کہ پھر میں کدھر جاؤں تو باوجی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آپ ملتان شریف میں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے مدرسہ میں چلے جائیں اور وہیں جا کر پڑھیں چنانچہ میں جب ملتان شریف حاضر ہوا تو حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب نے حالات پوچھ کر فرمایا

﴿۱﴾ ابن تیمیہ کے ماننے والے یوں ہی گستاخیاں کر جاتے ہیں۔

اچھا ہوا کہ ایمان بچا کر نکل آئے۔ مولانا غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہاں کونسی بات تھی کہ میرا ایمان ضائع ہو جاتا حضرت کاظمی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے کمالات بیان کرتے ہیں اور وہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ سرکار نبی کریم ﷺ میں نقص اور عیب ڈھونڈ نکالیں ﴿العیاذ باللہ﴾ بتاؤ تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات پسند ہیں یا آپ پر عیب وافترا پسند ہے میں نے کہا مجھے تو کمالات پسند ہیں اس پر غزالی زماں نے فرمایا آج رات تم سوؤ گے تو انشاء اللہ تمہیں سید الانبیاء ﷺ کی زیارت نصیب ہو گی سرکار خود کرم فرمائینگے تو خود حضور سے پوچھ لینا کہ کہاں پڑھنا بہتر ہے۔

سید غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے کہ میں جب سویا تو اسی رات حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا سرکار ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی: اچھا ہوا تم اس مدرسہ میں آگئے تمہارا ایمان بچ گیا۔ یہ سن کر میں نے خواب ہی میں عرض کیا حضور وہاں ﴿پہلے مدرسہ میں﴾ کونسی خرابی تھی جس سے میرا ایمان ضائع ہو جاتا اس پر سرکار ﷺ نے فرمایا وہ لوگ مجھ میں عیب ڈھونڈتے اور نقص تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ﴿حضرت غزالی زماں﴾ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جبکہ یہ لوگ میرے کمالات تلاش کرتے اور بیان کرتے رہتے ہیں بتاؤ تمہیں میرے کمالات سننا پسند ہیں یا عیب سننا میں نے عرض کیا حضور مجھے آپ کے کمالات پسند ہیں۔

سید غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا جب میں غزالی زماں ﴿علامہ

کاظمی شاہ صاحب﴾ کے پاس سبق پڑھنے کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا رات والے خواب کا حال سناؤ۔ میں نے سارا خواب بیان کیا تو بہت خوش ہوئے اور مجھے سرکار ﷺ کی زیارت پر مبارکباد دی اور فرمایا میں نے بھی تو یہی بتایا تھا۔

﴿ماہنامہ السعید ملتان ماہ شوال ۱۴ھ فروری ۱۹۹۸ء بحوالہ رضائے مصطفےٰ﴾

واقعہ مذکورہ پر غور کریں کہ بیشک یہ دوسرا گروہ ہر معاملہ میں منفی پہلو اختیار کرتے ہیں۔ علم غیب عطائی کا مسئلہ ہو تو صاف انکار کر دیتے ہیں حالانکہ صحاح ستہ میں ہی بیسیوں احادیث مبارکہ ثابت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمت دوعالم ﷺ کو بیشمار علوم غیبیہ عطا کیے ہیں۔ ۲۔ انگوٹھے چومنے کا مسئلہ ہو تو یہ لوگ بے دھڑک کہہ دیتے ہیں جی یہ معتبر سند سے ثابت ہی نہیں۔ حالانکہ کتاب عظمت نام مصطفےٰ ﷺ پڑھ کر دیکھیں جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور اگر حبیب خدا سید انبیاء ﷺ کے اختیارات وتصرفات کا مسئلہ ہو تو یہ لوگ کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو کسی کو تصرف کرنے کی طاقت ہی نہیں دی۔ حالانکہ "البرھان" پڑھ کر دیکھیں کہ دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں احادیث مبارکہ جو کہ سید العالمین شفیع المذنبین ﷺ کیلئے اختیارات و تصرفات ثابت کر رہی ہیں اور اگر رد شمس یعنی ڈوبے سورج کے واپس لوٹنے کا مسئلہ ہو تو یہ لوگ کہہ دیتے ہیں جی یہ تو کسی صحیح حدیث سے ثابت ہی نہیں حالانکہ یہی رسالہ جو آپ کے زیر نظر ہے اس کو پڑھیں پھر پڑھیں پھر پڑھیں اور اپنا ایمان محفوظ کریں۔ اے میرے آقا ﷺ کے بھولے بھالے اُمتی ذرا

سنبھل کر چل ہوشیار خبردار کوئی جبہ قبہ پہن کر تیرا ایمان نہ چھین لے اور تجھے اپنے ہی بڑوں کے اقوال سنا کر تجھے اپنے جیسا ہی نہ بنا لے۔

حسبنااللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ حبیبہ سیدالاولین والاخرین

وعلےٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر ابو سعید **محمد امین** غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ

محمد پورہ فیصل آباد

